www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پروفیسر فلپ کے ہٹی

ترجمہ: وحیدالدین خان

اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغربی لٹریچر میں

ڈاکٹر ہٹی (PHILIP K. HITTI) عربی زبان اور تاریخ کے مشہور ماہر ہونے کی حیثیت سے مغربی دنیا میں مشرقِ قریب کے مسائل پر سند سمجھے جاتے ہیں۔ انھوں نے عرب اور اسلام کے موضوعات پر متعدد کتابیں لکھی ہیں اور مختلف انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار رہے ہیں۔ ان کی کتابیں یورپ اور ایشیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوتی رہی ہیں۔ وہ مختلف یونیورسٹیوں میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے ہیں۔

اسلام اور مغرب (ISLAM AND THE WEST) ڈاکٹر ہٹی کی کتاب ہے جو ۱۹۶۲ء میں امریکہ سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے ۱۹۰ صفحات ہیں اور اس کا موضوع عیسائی دنیا اور اسلام کے تمدنی تعلقات کی تاریخ ہے جس میں بازنطینی سلطنت کے وقت سے لے کر اب تک مختلف قسم کے اتار چڑھاؤ پائے جاتے رہے ہیں۔ موصوف نے ترجموں کی مدد سے نہیں بلکہ اصل ماخذ سے براہِ راست استفادہ کرکے یہ کتاب تیار کی ہے۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ کے ابتدائی تین ابواب میں اسلام کی بالترتیب مذہب، ریاست اور کلچر کی حیثیت سے تعارف ہے۔ چوتھا باب ہے "اسلام مغربی لٹریچر میں" پانچویں اور چھٹے باب میں بالترتیب مشرق کا مغرب پر اور مغرب کا مشرق پر نفوذ و اثر دکھایا گیا ہے۔ ساتویں باب میں اس تحریک کا مختصر تعارف جو اسلام اور مغربی تہذیب کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کے لیے مختلف اسلامی ملکوں میں جاری ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں قرآن اور دوسری قدیم کتابوں سے اسلام اور اسلامی تاریخ کی مشہور اسلامی شخصیتوں کے بارے میں اقتباسات نقل کیے ہیں۔ یہ اقتباسات کل ۲۹ ہیں۔

ذیل میں کتاب کے چوتھے باب (ISLAM IN WESTERN LITERATURE) کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔ اس معذرت کے ساتھ کہ (نقل کفر کفر نہ باشد)

قرونِ وسطیٰ کے مغربی لٹریچر میں پیغمبر اسلام کو عام طور پر جعل ساز اور جھوٹے پیغمبر کی حیثیت سے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

متعارف کرایا جاتا تھا کہ قرآن پاک ان کی ایک بناوٹی کتاب اور اسلام ایک نفس پرستانہ طریق حیات تھا۔ دنیا میں بھی اور دوسری زندگی میں بھی۔ اس زمانے میں مذہب، اسلام اور عیسائیت دونوں کے درمیان دشمنی کی سب سے بڑی وجہ تھی۔ دونوں طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا تھا کہ ان ہی کا مذہب تمام صداقتوں کا واحد خزانہ ہے مگر سیاسی اور فوجی تصادم، نظریاتی تصادم سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا۔

محمدؐ کے بعد ڈیڑھ صدی تک ان کے پیرو پہلے مدینہ پھر دمشق اور اس کے بعد بغداد سے نکل کر بازنطینی سلطنت کو روندتے رہے یہاں تک کہ بڑھتے ہوئے مسیحیت کے مشرقی دار السلطنت کے دروازے تک پہنچ گئے۔ قسطنطنیہ کے سقوط (۱۴۵۳ء) کے بعد چار صدیوں میں سلجوق اور عثمانی ترک اپنی ہمسایہ مسیحی طاقتوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن گئے۔ ۷۱۱ء سے شروع ہو کر تقریباً ساڑھے سو برس میں مسلمان اسپین کے ایک حصہ پر قابض ہو چکے تھے۔ اور انھوں نے فرانس تک دھاوا بول دیا تھا۔ سسلی دو صدیوں تک ان کے قبضہ میں رہا اور اٹلی کے خلاف ایک فوجی اڈے کا کام کرتا رہا۔ بارھویں اور تیرھویں صدی کے دوران میں مغربی اقوام مسلمانوں کی زمین پر صلیبی جنگ لڑتی رہیں۔ ان صلیبی لڑائیوں کی یاد آئندہ نسلوں میں باقی رہی۔

زرتشت، بدھ ازم اور دوسرے کم ترقی یافتہ مذاہب کی کبھی اس طرح سے نفرت اور تحقیر نہیں کی گئی جیسا کہ اسلام کے ساتھ پیش آیا۔ وہ قرونِ وسطیٰ کے مغرب کے لیے کوئی خطرہ نہیں تھے اور نہ انھوں نے مقابل میں آنے کی کبھی کوشش کی۔ اس لیے بنیادی طور پر خوف، دشمنی اور تعصب تھا جس نے اسلام کے بارے میں مغرب کے نقطۂ نظر کو متاثر کیا۔ اسلام کا عقیدہ ایک دشمن عقیدہ تھا۔ اس لیے وہ غلط نہ ہو جب بھی شبہ کی نظر سے دیکھا جانا لازمی تھا۔

پھر زبان کا ردک بھی تھا۔ مسیحیت اور دنیائے اسلام کے درمیان سیاسی اور فوجی تصادم کے چھ سو سال تک یورپ قرآن کی زبان کے باقاعدہ مطالعہ کی سہولت سے محروم رہا۔ اس پوری مدت میں لاطینی زبان کا کوئی عالم یورپ میں ایسا نہیں ملتا جو عربی زبان پر عبور رکھتا ہو۔ قرآن کی زبان سے اس بے خبری نے قرآن کے بارے میں غلط تعارف کو پھیلنے کا موقعہ دے دیا۔

قرونِ وسطیٰ اور اس کے بعد کی مسیحیت نے جن تحریری یا زبانی ذرائع سے اسلام کے بارے میں اپنا تصور قائم کیا وہ وہی تھا جو صلیبی جنگوں کے دوران وجود میں آئے یا ان ممالک کی معرفت ملے جن سے اسلام کی لڑائی پیش آچکی تھی۔ مسیحی علماء اور پادریوں نے اسی کے ذریعہ سے اسلام کی تصویر بنائی۔ اسلام کی اس یورپی تصویر اور اس کی حقیقی اسلامی تصویر میں کوئی مشابہت محض اتفاقی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شام کے مشہور عیسائی عالم سینٹ جان آف دمشق (م ۷۴۹ء) کو بازنطینی روایات کا بانی کہا جاتا ہے۔ جان نوجوانی کی عمر میں بنو امیہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ وہ عربی، سریانی اور یونانی زبانیں جانتا تھا اور اپنے زمانے کے اہلِ علم میں ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں اسلام کا تعارف ایک بت پرستانہ مذہب کی حیثیت سے کیا ہے جس میں ایک جھوٹے رسول کی پرستش ہوتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق محمدؐ نے ایک آرین راہب کی سرپرستی میں بائیبل کی مدد سے اپنے اصول وضع کیے۔ یہ اسلام کے متعلق عیسائیت کے قدیم اور عام تصور کی ایک مثال تھی چنانچہ ڈانٹے (م ۱۳۲۱ء) نے اپنی مشہور کتاب میں محمدؐ اور علیؓ کو دوزخ جہنم کے سپرد کر دیا جو تفرقہ پردازوں اور رسواکن اعمال کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ العیاذ باللہ

بازنطینیوں میں پہلا شخص جس نے محمدؐ کا باقاعدہ ذکر کیا اور اسلام پر گفتگو کی وہ مورخ تھیوفینز (THEOPHANE) ہے جس کا زمانہ (۷۵۸ - ۸۱۸) ہے۔ وہ ایک خانقاہ کا بانی بھی تھا۔ تھیوفینز بغیر کسی حوالے کے محمدؐ کو مشرقی باشندوں کا حکمران اور ایک نیا وطنی رسول لکھتا ہے۔ ڈانٹے کا ایک ہم عصر مسیحی جس نے بغداد کا سفر بھی کیا تھا اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ شیطان جب خود مشرقی ممالک میں عیسائی مذہب کی ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے اپنی طرف سے ایک آسمانی کتاب تیار کی اور ایک ابلیس فطرت آدمی کو اپنے وسیلے کے طور پر استعمال کیا۔ یہ آسمانی کتاب قرآن اور وسیلہ محمدؐ ہیں۔ العیاذ باللہ۔

عبدالمسیح ابن اسحاق الکندی ایک مشرقی عیسائی تھا اس کو اسپین میں ایک سیدزادہ مسلمان نے تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس واقعہ نے عرب کے اس عیسائی کو موقع دیا کہ وہ عیسائیت کا دفاع کرے اور اسلام پر حملہ آور ہو۔ الکندی نے محمدؐ کو ایک شہوت پرست اور ایک قاتل کی حیثیت سے پیش کیا جن کی کتاب محض مصنوعی الہامات کا مجموعہ تھی اور جن کا مذہب دھوکے، تشدد اور نفرت پرستانہ تعلیمات کی چاٹ دلا کر پھیلایا گیا۔

ان باتوں کے نتیجے میں عیسائی دنیا میں محمدؐ کے خلاف کچھ ایسی فضا پیدا ہو گئی تھی کہ کوئی افسانہ خواہ وہ کتنا ہی عجیب ہو اور اس کی کوئی اصل نہ ہو فوراً قبول کر لیا جاتا تھا اور بیان کیا جاتا تھا۔ قرطبہ کا ایک بشپ ایولوگس (EULOGIUS) جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا ایک لاطینی تحریر کے حوالے سے جو ایک عیسائی راہب نے تیار کی تھی لکھتا ہے کہ محمدؐ کی وفات کے بعد ان کے اصحاب فرشتوں کا انتظار کرتے رہے تھے جو اتریں اور ان کے جسم کو اوپر لے جائیں مگر اس کی بجائے کتے آئے اور ان کے جسم کو کھا گئے اس لیے مسلمان ہر سال بڑے پیمانے پر کتوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ایولوگس سپین جو مسلم دارالسلطنت میں رہتا تھا وہ معمولی کوشش سے جان سکتا تھا کہ اس پورے افسانے میں صرف

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اتنی سی حقیقت ہے کہ مسلمان کتے کو ایک ناپاک جانور سمجھتے ہیں۔

لاطینی زبان سے یہ کتے کا افسانہ فرانسیسی میں بھی پہنچا چنانچہ ایک قدیم فرانسیسی نظم میں کتے اور سؤر کو دکھایا گیا ہے کہ وہ محمدؐ کے جسم کو کھا رہے ہیں۔ سؤر کی یہ روایت عوام میں بہت مقبول ہوئی اور قرآن میں سؤر کی حرمت کی بہت آسان توجیہہ بن گئی (حالانکہ سؤر کی حرمت آپ کی وفات سے بہت پہلے کا واقعہ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ وحیدالدین) اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ محمدؐ کا تابوت زمین و آسمان کے درمیان فضا میں معلق ہے اور لوگوں نے اس پر یقین کر لیا۔

بارھویں اور تیرھویں صدی میں صلیبی جنگوں کے ذریعے اسلام کو مغلوب کرنے کی کوشش جب ناکام ہوگئی تو مسیحی حلقہ میں ایک نیا رجحان ابھرا۔ اسلام کو تبلیغ و تحریص کے ذریعے تباہ کیا جائے۔ بدنے عمل کی کوشش کی جگہ عقیدہ کی تبلیغ نے لے لی۔ مشنری تحریک وجود میں آئی۔ کارملی رہبانوں کا حلقہ (CARMELITE FRIER ORDER) ایک صلیبی ہی نے (۱۱۵۴ء) ماؤنٹ کارمل پر قائم کیا تھا[۱]

فرانسس کن نے اس کی پیروی کی۔ ۱۲۱۹ء میں سینٹ فرانسس آف اسیسی قاہرہ گئے اور اپنی فرانسس کن مشنری سرگرمیوں کا آغاز کیا مگر اس دور کی سب سے بڑی مشنری تحریک ایک اسپینی تحریک تھی جو ریمنڈ لل (RAYMOND LULL) نے شروع کی جس کا زمانہ ۱۳۱۵ء - ۱۲۲۵ ہے۔ لل نے روحانی صلیبی جنگ (SPIRITUAL CRUSADES) کے لیے بہت دانشمندانہ نقشے بنائے جن کا مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا تھا۔ بحث و مناظرہ اور استدلال کے ذریعے کامیاب ہونے کے بارے میں اس کا یقین آخر وقت تک قائم رہا۔ اس کی تیاری کے لیے اس نے عربی پڑھی اور اپنی خانقاہ میں اس کا درس دینا شروع کیا۔ جو اس نے مرامر (MERAMAR) میں قائم کی تھی۔ اس کی عربی زبان اور اسلام سے واقفیت اس زمانہ میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھی مگر ٹیونس میں اس کی مشنری سرگرمیاں ناکام ہوگئیں۔ توحید پرست مسلمانوں کے ذہن میں تثلیث کا عیسائی عقیدہ بٹھانے کی کوشش اتنی فضول تھی کہ بالآخر اس نے اسلام پر حملہ کرنا شروع کیا۔ وہ گلیوں میں نکل کر چلاتا پھرتا تھا۔ "عیسائیوں کا عقیدہ صحیح ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہے" ٹیونس میں ایک مشتعل مجمع نے اس پر حملہ کیا اور پتھر مارنے شروع کیے یہاں تک کہ وہ

---

[۱] اس صلیبی کا نام BERTHOLD ہے۔ اس جماعت کے لوگ سفید جبہ پہنتے تھے۔ اس لیے ان کو سفید پوش رہبان (WHITE FRIERS) کہا جاتا ہے۔ (وحیدالدین)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہلاک ہوگیا۔

عیسائیت اور اسلام میں زبان کا روک پہلی بار اس وقت ٹوٹا جب فرانس میں قرآن کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا گیا۔ یہ بیرون زبان میں قرآن کا پہلا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ تخمیناً ۱۱۴۱ء میں کیا گیا اور اس کے کرنے والے تین عیسائی اور ایک عرب کا باشندہ تھا۔ اس ترجمہ قرآن کے ساتھ ایک ضمیمہ اس عنوان کے ساتھ لگا ہوا تھا "مسلمانوں کے عقائد کی تردید"۔ اس کے بعد ۱۶۴۹ء میں سیوڈو ریٹر (SIEURDU RYER) نے اس ترجمہ کی مدد سے قرآن کو فرانسیسی زبان میں منتقل کیا۔ یہ شخص اسکندریہ میں فرانسیسی کونسل رہ چکا تھا۔ پھر اس سال سیوڈو ریٹر نے براہِ راست عربی زبان سے فرانسیسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا اور اس کے بعد اس کو محمدؐ کا قرآن (THE ALQURAN OF MOHOMET) کے نام سے انگریزی میں منتقل کیا۔ اس ترجمہ کی اشاعت کا مقصد مترجم کے الفاظ میں ان تمام لوگوں کو مطمئن کرنا تھا جو ترکی کے کھوکھلے مذہب (TURKISH YANITIES) کے جاننے کے خواہش مند تھے۔ لفظ (MOHOMET) خود محمدؐ کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اس کی اٹھارہ شکلیں بتائی گئی ہیں اسی طرح MAHOUND کی ستر شکلیں، MOHAMMAD کی پانچ، اور (MUHAMMED) کو لے کر ایک ہی نام کی اکتالیس شکلیں[1] قرآن کا یہ گمنام ترجمہ الیگزینڈر روس (ALEXANDER ROSS) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ سپین میں نام نہاد مورز (MOORS) کے زوال کے بعد عثمانی ترک دشمن مذہب (اسلام) کے علمبردار نظر آرہے تھے۔ مارٹن لوتھر نے پہلے یہ خیال کیا کہ ترکوں کو مسیحیت کے گناہوں کی پاداش میں خدا کا بھیجا ہوا عذاب سمجھ کر گوارا کرنا چاہیے مگر ۱۵۲۹ء میں جب ترک وائنا کے دروازوں تک پہنچ گئے تو اس نے اپنے ذہن کو بدل دیا اور یہ تبلیغ کی کہ ان کا فرول کے خلاف جنگ کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کا پہلا انگریزی ترجمہ براہ راست عربی زبان سے ۱۷۳۴ء میں کیا گیا اور اس کا ترجمہ جارج سیل (GEORGE SALE) کا تھا۔ سیل عیسائی علوم کی ترقی کی انجمن کا ایک رکن تھا اور اس نے شامی علما کی مدد سے عربی زبان سیکھی تھی۔ سیل کا ترجمہ انگریزی دنیا میں ڈیڑھ صدی تک چھایا رہا۔

---

[1] مصنف نے یہاں MAUMET کو شمار نہیں کیا جس کی سب سے زیادہ شکلیں آکسفورڈ ڈکشنری میں بتا گئی ہیں اور ان کو شامل کرنے کے بعد ناموں کی یہ فہرست ستر سے بھی زیادہ تک پہنچ جاتی ہے۔ (وحیدالد

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سترھویں صدی میں ایک نیا شگوفہ پیدا ہوا جب آکسفورڈ یونیورسٹی نے عربی کی تعلیم کے لیے ایک نشست اپنے یہاں مخصوص کی اور ایڈورڈ پکاک (EDWARD POCOCK) کو ۱۶۳۶ء میں اس منصب پر مقرر کیا۔ پکاک چھ سال تک شام میں پادری کی حیثیت سے رہ چکا تھا اور عربی میں دستگاہ اور اسلام کی براہ راست معلومات حاصل کر چکا تھا۔ آکسفورڈ میں عربی شعبہ کے کھلنے سے یورپ عربی دان پیدا ہونے کا دروازہ کھل گیا۔ پکاک خود غالباً اپنی صدی کا سب سے بڑا یورپی عربی دان تھا۔ اس نے متعدد کتابیں ایڈٹ یا تصنیف کیں۔ اس نے قارئین کو یقین دلایا کہ معلق تابوت کا افسانہ مسلمانوں کے لیے ایک مضحکہ خیز بات ہے جس کو وہ صرف عیسائیوں کی ایجاد سمجھتے ہیں۔ اس نے مزید اس مروجہ کہانی کو چیلنج کیا کہ اسلام کے بانی نے ایک سفید کبوتر کو تربیت دے رکھی تھی کہ وہ ان کے کندھے پر بیٹھا رہے اور کان کے اندر پڑے ہوئے دانے کو چگنے کے لیے کان میں چونچ مارتا رہے۔ اس سے وہ اپنے متبعین کو یہ یقین دلانا چاہتے کہ کبوتر کے ذریعہ سے روح القدس ان کو الہام کر رہا ہے۔ یہ افسانہ اس قدر مشہور ہوا کہ وہ انگریزی ادب میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ شیکسپیئر کے ایک کردار کی زبان سے ہم سنتے ہیں۔

WAS MAHOMET INSPIRED BY A DOVE?

THOU WITH AN EAGLE ART INSPIRED THEN.

شیکسپیئر سے بہت پہلے جان لڈگیٹ (JOHN LYDGATE) (م ۱۴۵۱ء) اس کبوتر کا رنگ تک جانتا تھا۔ اس کے بیان کے مطابق کبوتر کا رنگ دودھیا سفید تھا۔ پھر یہ یقین یہاں تک بڑھا کہ اٹھارھویں صدی کے ایک کبوتروں کے ماہر نے ایک خاص قسم کے کبوتر کا نام MAUMET رکھ دیا جو دراصل لفظ محمد کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کبوتر عیسائیوں کے ہاں تو روح القدس کی علامت ہے (لوقا ۳: ۲۲) مگر اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

اسی طرح موسٹ (MAUMET) کا لفظ بت کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ وہ شخص جس نے کعبہ میں سینکڑوں بتوں کو توڑا، جس کے پیرو فخر کرتے ہیں کہ وہی صرف حقیقتاً توحید پرست ہیں اور کسی قسم کے بت یا مورتی کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہی شخص مغربی من گھڑت میں ایک خدا اور ایک بت بن گیا قرون وسطیٰ کی انگریزی روایات میں مہون (MAHOUN) بار بار پرستش کا ایک مظہر قرار دیا گیا ہے۔ یہ مان لیا گیا تھا کہ ترکوں اور مسلمانوں کے یہاں اس کی پوجا ہوتی تھی۔

موسٹ کی طرح قرآن بھی الکرون (ALKARON) کے نام سے مسلمانوں کا ایک بت قرار پایا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مغربیوں کو یقین دلا یا گیا کہ مسلمان اپنے بتوں کے آگے عبادتی رسوم منعقد کرتے ہیں جن میں لوبان جلایا جاتا ہے اور نرسنگھا پھونکا جاتا ہے۔ اسی طرح سورج (APOLLO) ان کا دوسرا دیوتا تھا۔ ایک فرانسیسی مصنف کے بیان کے مطابق ۷۳۲ء میں شارل مین کی فوجوں سے مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انھوں نے اپنا مجسمہ سورج دیوتا کے اوپر نکالا اور اس پر چل پڑے۔ ایک اور ایلزبتھ کے دور کا نامور مصنف فرانسس بیکن (FRANCIS BACON) محمدؐ کو عطائی (MOUNTBANK) قرار دیتا ہے۔ اس نے اپنے مقالہ "ہمت و استقلال" (BOARDNESS)[1] میں نقل کیا ہے۔

"محمدؐ نے لوگوں کو یقین دلایا کہ وہ ایک پہاڑی کو بلائیں گے اور وہ ان کے پاس چلی آئے گی۔ لوگ جمع ہوئے۔ محمدؐ نے پہاڑی کو اپنے پاس آنے کو کہا۔ وہ بار بار پکارتے رہے اور جب پہاڑی اپنی جگہ کھڑی رہی تو وہ ذرا بھی نہ شرمائے بلکہ انھوں نے کہا ——— اگر پہاڑی محمدؐ کے پاس نہیں آسکتی تو محمدؐ تو پہاڑی تک جاسکتے ہیں۔"

مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں اس واقعہ کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ تاہم قرونِ وسطیٰ کے تمام مصنفین نے اس خلافِ اسلام انداز کو نہیں اپنایا تھا۔ صلیبی دور کا ایک بشپ جس کی پیدائش شام میں ہوئی تھی۔ ولیم آف ٹریپول (WILLIAM OF TRIPOLI) نے ۱۲۷۳ء میں ایک رسالہ لکھا جس میں اگرچہ محمدؐ کو وہ جھوٹے رسول کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے مگر آپؐ کے حالات میں دشنام طرازی اور افسانوی حصے کو بہت کم کر کے پیش کیا ہے۔ اسی طرح ۱۶۷۹ء میں ایک انگلش پادری لینکلاٹ ایڈیسن (LANCELOT ADDISON) نے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے ان من گھڑت اجزاء کو الگ کرنے کی کوشش کی جو محمدؐ کے نام سے وابستہ ہو گئے تھے۔ بعض بعض مواقع پر اس نے پہلے کسی واقعہ کی افسانوی تصویر کو نقل کیا ہے اور اس کے بعد تاریخی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ اڈیسن کے ایک ہمعصر ہمفری پرائیڈکس (HUMPHRAY PRIDEAUX) نے آپؐ کی مکمل سوانح حیات لکھی جس میں کبوتر کے حصہ اور اسی طرح بہت سی دوسری کہانیوں کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ان کو صحیح ماننے کے لیے کوئی واقعی بنیاد موجود نہیں ہے۔ تاہم اس سوانح حیات کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ اسلام ایک مکارانہ مذہب (FRAUDULENT RELIGION) کا معیاری نمونہ نہیں ہے۔ یہ سوانح عمری ایک صدی تک مغربی حلقوں میں مستند سمجھی جاتی تھی۔

زیادہ رواداری کا نقطۂ نظر اٹھارھویں صدی میں پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں مغرب کے عربی دانوں

---

[1] WORKS OF FRANCIS BACON VOL. II (LONDON (819) P 274

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے اسلام کے متعلق زیادہ قابلِ اعتماد ذرائع کا ترجمہ کیا۔ سیاح اور تاجر زیادہ اچھے تاثرات لے کر لوٹے اور سفیروں اور مشنری کے عہدیداروں نے بھی اضافۂ معلومات میں حصہ لیا۔ مثال کے طور پر جارج سینڈیز (GORGE SANDYS) جس نے قسطنطنیہ، مصر اور فلسطین کی زیارت کی تھی۔ وہ ۱۶۱۵ء میں اپنے سفر کی روداد لکھتے ہوئے مسلمانوں کی اور بہت سی چیزوں کے ساتھ زکوٰۃ کی تعریف کرتا ہے جو عیسائی اور یہودی غربا کو دی جاتی تھی۔ تاہم زیادہ تر مثالوں میں لوگ ذاتی تحقیق سے زیادہ روایتی معلومات ہی پر اکتفا کرتے رہے حتیٰ کہ متخصصین پروفیسروں تک کا یہ حال تھا کہ پیدائشی طور پر سنی سنائی روایات کو دہرایا کرتے تھے۔ پیکاک کا جانشین جوزف وائٹ (JOSEPH WHITE) نے ۱۷۸۴ء میں اپنے مشہور بیمپٹن لیکچرز (BAMPTON LECTURES) میں مسیحیت کی حمایت کرتے ہوئے جب اسلام پر آیا تو محمدؐ کے لیے اس کے پاس جو لفظ تھا وہ وہی عام روایتی لفظ تھا — مکار اور فریبی (IMPOSTER) اسی طرح اور بعد کے ممتاز علماء مثلاً ولیم میور (ایڈنبرا یونیورسٹی)، ڈاوڈ ایس، مارگولیتھ (آکسفورڈ) ہنری لامنز (بیروت یونیورسٹی) کے یہاں بھی قدیم رجحانات کے آثار ملتے ہیں۔

مقالہ نگاروں اور مؤرخوں کے ہاتھوں محمدؐ، قرآن اور اسلام کا معاملہ اس سے بہتر رہا جو پہلے مذہبی علماء، ناول نگاروں اور شاعروں کے ہاتھوں اس کا حشر ہوا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا قابلِ ذکر نام سائمن آکلے (SIMON OCKLEY) کا ہے جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر تھا۔ اس نے مسلمانوں کی تاریخ پر دو جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اگرچہ کیمبرج کا یہ عالم بھی مکار (IMPOSTER) کو محمدؐ کے ہم معنی لفظ کے طور پر استعمال کرتا ہے اور اسلام اور توہمات اس کے یہاں مرادف الفاظ ہیں مگر مخصوص تاریخی واقعات کے بیان میں اس نے راست گری سے کام لیا ہے۔ شام کی فتح کا حال بتاتے ہوئے مثال کے طور پر وہ بازنطینیوں کی غارت گری اور غداری کا مقابلہ ابوبکرؓ کی فوجوں کی شجاعت ایمان کے اعلیٰ رویہ سے کرتا ہے جن کو خلیفہ کی ہدایت تھی کہ کسی عورت یا بچہ کو قتل نہ کریں، کھجوروں کے درخت نہ کاٹیں اور نہ کھیت کو نقصان پہنچائیں۔ آکلے کی اس کتاب نے مستند درجہ حاصل کیا اور گبن کے ظہور سے پہلے تک عرب تاریخ پر بنیادی ماخذ سمجھی جاتی رہی۔

ایڈورڈ گبن (ADWARD GIBBON) جو جدید انگریزی تاریخ کا بانی ہے اس نے اپنی مشہور کتاب "سلطنتِ روما کا زوال" کی پانچویں جلد کے پچاسویں باب کو اس موضوع کے لیے مخصوص کیا ہے۔ اپنے اعتراف کے مطابق وہ "مشرقی زبانوں سے مکمل طور پر ناواقف" تھا اس لیے قدرتی طور پر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس کا ماخذ وہی کتابیں تھیں جو اس سے پہلے یورپ میں لکھی گئی تھیں اور اس بنا پر اس کی ترجمانی بھی واقعہ کے مطابق نہ ہو سکی۔ تاہم اس نے بہت سی روایات کو غلط قرار دیا۔ مثلاً اس نے کہا کہ مکار نبی کا لقب ایک خطرناک اور ناقابلِ اعتبار (PRILUNS AND SLIPPERY) چیز ہے۔

فرانس میں والٹیر پیدا ہوا جو بحیثیت مورخ زیادہ محتاط ہے مگر بحیثیت المیہ نگار (TRAGE-DRAMA) محتاط نہیں تھا۔ اپنی تاریخی کتاب (۱۷۵۶ء) میں وہ محمدؐ کا ذکر رواداری کے ساتھ کرتا ہے وہ محمدؐ کا مقابلہ کرامویل (CROMWELL) سے کرتا ہے۔ ان کے کارناموں کو انگلینڈ کے نجات دہندہ (کرامویل) سے زیادہ عظیم قرار دیتا ہے مگر اپنے المیہ ناٹک (TRAGEDY) ۱۷۴۲ء میں محمدؐ کو قرونِ وسطیٰ کے لباس میں مکار، ظالم اور عیاش بنا کر پیش کرتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ والٹیر کا اسلام پر حملہ، عمومی طور پر اس کے مخالفِ مذہب ہونے کا نتیجہ تھا۔ والٹیر کا انحصار انگریزی ماخذ پر تھا۔ خاص طور پر سیل کا ترجمہ قرآن۔ کیونکہ وہ انگلینڈ میں رہا تھا اور انگریزی زبان سیکھی تھی۔

والٹیر سے زیادہ جرمن شاعر گوئٹے (۱۷۴۹-۱۸۳۲) وہ شخص تھا جو جدید سپرٹ اور نئے بین الاقوامی نقطۂ نظر کا پیغامبر بنا۔ گوئٹے نے اپنی زندگی میں محمدؐ کے حالات پر ایک نظم شروع کی مگر وہ اس کو مکمل نہ کر سکا۔ گوئٹے یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہ تھا کہ عربی پیغمبر ایک مکار شخص تھا۔ سعدی کی گلستان کے جرمن ترجمے نے خاص طور پر گوئٹے کو بہت متاثر کیا۔ ۱۸۱۲ء میں حافظ کے کلام کا جرمن زبان میں ترجمہ ہوا تو گوئٹے کو اس میں حکمت، تقدس اور سلامتی نظر آئی جو اس کے خیال میں مغرب کو خاص طور پر درکار تھی۔

اسلامی کلچر کے بارے میں مغربی علماء کا بدلا ہوا نقطۂ نظر جس کا آغاز انگریز اور فرانسیسی پروفیسروں نے کیا تھا اور جرمن اور دوسرے ادیبوں اور شاعروں نے جس کو تقویت دی تھی وہ انیسویں صدی کے وسط تک بالکل واضح ہو گیا۔ کارلائل کا محمدؐ کو پیغمبرانہ ہیرو کے کردار کے لیے منتخب کرنا بیک وقت نئے رجحان کی طرف اشارہ تھا اور اس میں اضافہ کرنے والا بھی تھا۔ کارلائل کی کتاب میں مشکل سے کوئی ناخوشگوار فقرہ ہوگا۔ "درحقیقت یہ کتاب اس لیے قابلِ تنقید ہو سکتی ہے کہ وہ غیر تنقیدی ہے۔" محمدؐ ایک سازشی مکار ہیں، وہ جھوٹ کا مجسمہ ہیں، ان کا مذہب محض عطائی نسخوں کا مجموعہ ہے — اس قسم کی باتیں کارلائل کو گوارا نہیں تھیں۔ اس کا ہیرو (محمدؐ) واقعی ایک انسان تھا سچا انسان۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ